

17.06/2

اما بعد رسالہ

بے بہا رسالہ محمدؐ منشا الی صراطِ مستقیم

احمد رضا خان

دُرّۃ الحقیق

سکون نظر بعید عالم نبیل مولوی شیخ سجاد حسین صاحب مدنی
 نے فارسی رسالہ یوحنا بنی اسرائیل سوار دومین ترجمہ کیا تھا
 بعد نظر ثانی ترجمہ عمدہ و عمدہ فائدہ دینے والی محکمہ کوکراؤ
 لاہور سے بہت زیادہ عمدہ و صحیح بتکرار و بارہ و بارہ شائع
 ہفت کی تاریخ ۲۹ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۱۳۱۰

ماہ تہ وری ۱۳۱۰ ع -

مقام لکھنؤ محلہ فرنگ

مجمع حسینی اثنا عشری میں عابد کی ایبتا پر چھپا

و طبع چھپ سو جلد ۴۵۰ احمدی قیمت فی جلد ۱۰

اطلاع یہ کتاب خاص و اس کے شائع نہ ہونے سے تحسین کی کام نہایت و باعث شرف و اور نہ دیکھیں - راقم سید عابد علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا یا بادشاہ بے نیازا
 جہاں کے بادشاہ ہونے ٹھنڈا
 خزیون کی دعا بر لانے والے
 صراط مستقیم اپنی بتا دے
 قاب و منین کو دین سے بہرہ
 منے تحقیق کچھ اون کو پلا کر
 چراغ معرفت کو دل میں روشن
 منور ہو زمان اون کے دمک سے
 محمد جسے ہم کو دین بتایا
 کئے ہیں جسکے خاطر تو نے پیدا
 اطاعت میں ہمیں کھڑکی ہر آن
 ایام حب حیدر کو پلا دے
 درود اوپر سلام اوپر سلام

کرمیا کر دگار کار سازا
 غنی ہے حاجتوں سے تیری درگاہ
 سحاب رحمتے ہر سائے والے
 ہدایت کر ہدایت رو دک
 منور نور سے ایمان کے گھر
 تمیز حق و باطل تو عطا کر
 گل ایمان سے بہرہ اون کے در
 معطر ہو جہان ان کے ہر دم
 برے کو اور بھلے کو بے جا
 زمین و آسمان صحر اوریا
 اسی حالت میں حقائق پہ جان
 محبت آل کی دل میں بسا دے
 الہی جب ملک آوے قیامت

اتا بعد رسالہ پوچھنا اوس شخص کے لئے جو تحقیق مذاہب کثرت ایک نہایت
 بے بہار رسالہ ہے لیکن چونکہ وہ فارسی تھا اور عام لوگ اس سے بہرہ نہیں
 ہو سکتے تھے لہذا بنظر تسہیل سید احمد حسین حرسہ اللہ بلند شہری نے
 اردو میں ترجمہ کیا اور زیاتی وثوق کے لئے معبرہ کتابوں کے حوالے اور زیادہ مکمل
 خدا تعالیٰ طالبین کو نفع دے اور ترجمہ کو بھی جزا اسکی عطا فرماوے آمین ثم
 رسالہ پوچھنا شروع ہوا الحمد للہ رب العالمین العاقبۃ للمتقین والصلوۃ
 علی نبیہ محمد وآلہ اجمعین پوچھنا بنی اسرائیل ذوقی مصری بیان کرتا ہے کہ جب
 حق تعالیٰ نے مجھ کو مقاصد دینیہ اور مطالب یقینہ سے حصہ بخشا اور خزان
 عقلیہ اور نقلیہ کا دروازہ مجھ پر کھلا تو میں ہمیشہ مذہب حق اور دین صادق کے
 تلاش کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ بہت سے علمائے دین اور
 مذہبوں میں حیران و سرگردان ہیں چنانچہ بعض صابیہ ہیں کہ شیث پیغمبر کا
 دین رکھتے ہیں اور بعض جو سیہ ہیں کہ زردشت مذہب کو حق جانتے ہیں بعض
 ایہ دین کہ ملت موسیٰ کے تابع ہیں اور بعض نصرانی ہیں کہ ملت عیسیٰ پر قائم ہیں
 اور بعض مسلمان ہیں کہ محمد رسول اللہ کے مذہب پر چلتے ہیں بعض بت پرست
 ہیں اور بعض ستاروں کو اور بعض آگ کو پوجتی ہیں بعض کہتے ہیں کہ عالم قدس
 اور بعض کا قول ہے کہ طبعیت فاعل ہیں اور ہر ایک ان گروہوں میں سے دنیا کا
 ذکر ہوا آپس میں اتنا اختلاف رکھتے ہیں کہ شمار سے باہر ہے میں بیچارہ حیران
 ہو گیا۔ لیکن میں نے جدوجہت کی اور کتب سماویہ اور فلسفیہ کو پڑھا اور بہت
 مطالعہ کیا پس تحقیق سے مجھ کو معلوم ہوا کہ دین حضرت محمد عربی کا حق ہے اور
 ہندو دین کو میں نے اختیار کیا جب مسلمان ہوا تو چاہا کہ مسلمانوں کی بات

خزانہ پوچھنا

اور اعتقاد کے طریقے سیکھوں اور جانوں اس حیت سے سب مسلمانوں کی کتابوں کو
 میں نے جمع کر کے مطالعہ کیا۔ اتنا اختلاف دین محمد رسول اللہ میں پایا کہ سارے
 دینوں کے اختلافوں سے زیادہ مشکل تھا کیونکہ مسلمانوں میں بعض تو یہ کہتے ہیں کہ
 صفات الہی عین ذات الوہیت کی ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ذات پر زائد ہیں
 اور بعض کا قول ہے کہ نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ بعض کہتے ہیں کہ نیک بد سب
 خدا سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب بندہ سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خدا
 تکلیف بالا یطابق کرتا ہے اور بعض اسکو محال بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ایسے
 تکلیف جسکی ہم طاقت نہ رکھ سکیں نہیں کرتا۔ بعض کہتے ہیں کہ کفر کافرین اور
 فسق فاسق میں خدائے پیدا کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کفر و فسق بندہ کے خدیا اثر
 ہے بعض کہتے ہیں کہ جو گمراہ ہی اور ضلالت کہ عالم میں واقع ہو رہی ہے سب
 خدا کی طرف سے ہے اور بعض خدا کو اس سے پاک پاکیزہ جانتے ہیں بعض کفر
 اور فسق اور جہالت کو تعمیر و ن پر جانتر کہتے ہیں اور اسی باب میں ایک کتاب جسکا نام
 تحفۃ الانبیاء ہے لکھی ہے اور بعض تعمیر و ن کو محسوم جانتے ہیں اور انہوں نے تعمیر
 ایک کتاب اس مقدمہ میں موسوم بہ تشریۃ الانبیاء تصنیف کی ہے بعض نے
 بعد رسول اللہ کے ابو بکر کو خلیفہ جانا ہے اور بعض نے عباس کو مانا ہے اور
 بعض علی ابن ابیطالب کو کہتے ہیں بعض ابو بکر اور اسکے پھلوں کو گمراہ جانتے ہیں
 بعض علی کو نبیرون پر ناسن اور بر کہتے ہیں بعض مسلمان وضو میں ہر ونکو
 دھوتے ہیں اور بعض مسح کرتے ہیں بعض فاتحہ میں بسم اللہ پڑھتے ہیں
 اور بعض نماز میں پاستہ باندھتے ہیں اور بعض کھولتے ہیں اور ہر ایک
 ان اہل مذاہب اتنا اختلاف رکھتے ہیں کہ بیان سے باہر ہے جب میں نے

اس اختلاف کو دیکھا تو نہایت متفکر ہوا اور قریب تھا کہ مسلمانی سے پشیمان ہو جائے لیکن زمین سوچا اور کہا کہ شاید میں نے سمجھا ہوں مگر مشکلین علماء ازمان سے چوتھی چاندین اور اسیوجہ سے بغداد کا عازم ہوا کیونکہ وہ دارالعلم تھا جبکہ مستبصرین نے جو کہ ایک عمدہ مدرسہ تھا پونچا تو دیکھا کہ چاروں مذاہبوں کے علماء وہاں پر موجود ہیں اور ان کے درکس مجلس میں داخل ہوا اور کہا کہ اے مسلمانو! میں مرد نامہ مسلمان تھا او اب مسلمان ہو گیا ہوں اور وضو کر کے نماز پڑھنے چاہتا ہوں مگر یہ معلوم نہیں کہ کیونکر پڑھوں براے خدا کچھ تعلیم کرو کہ کیا کرنا چاہئے پس علماء امام ابی حنیفہ نے مجھ کو وضو اور نماز بتائی جو اونچے مذہب میں درست تھی میں نے علماء شافعیہ کی طرف موہنے کیا اور کہا کہ کیا تم بھی اسکی اجازت دیتی ہو سو شافعی مذہب والوں نے کہا کہ نہیں ہم کچھ اس طرح بتاتی ہیں اور مجھ کو اس طریقہ کی نماز بتائی جو مذہب شافعی میں جائز تھے میں نے مالکی سے پوچھا کہ اے شیخ براے خدا ٹھیک ٹھیک بتا کہ کون سا مذہب ان دونوں میں سے حق ہے کہ جس پر عمل کرنا اولیٰ ہے پس مالکی نے کہا کہ اے شخص میں میرے لئے دونوں کو ناپسند کرتا ہوں بہتر یہ ہے کہ ایسا کرو مجھ کو امام مالک کے مذہب کے راہ دکھائی میں نے اس کے بعد حنبلی کی جانب موہنے کیا اور کہا کہ بھرت محمد کے مجھ کو بتاؤ کہ کونسا مذہب سچا ہے حنبلی نے کہا کہ میرا مذہب ان تینوں مذہبوں سے بہتر ہے اور تم مجھ کو یوں کرنا چاہئے جب میں نے یہ باتیں علماء سے سنیں تو اپنی نجات نا امید ہوا اور پریشانی اور حیرت نے مجھ پر غلبہ کیا پس چاروں مذہب کے علماء سے متوجہ ہو کر کہا کہ تم سے توقع رکھتا ہوں مجھ کو یہ بتاؤ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو اور نماز کیسی طرح کرتے تھے پس ہر ایک نے چاروں امام والوں سے کہا کہ تو کچھ ہم کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسا ہی کیا کرتے تھے میں نے اولیٰ سے کہا

کہ اسے عزیر و عقل سی بہت بعید ہے کہ پتھر خدا نے چار مذہبوں پر عمل کیا ہوتا تھا
 فاتحہ میں بسم اللہ کو واجب جانتے ہیں اور مالک مکروہ اب لازم آتا ہے کہ رسول اللہ
 نے دو فیوض پر عمل کیا ہوا اور یہ محال ہے بلکہ سب میں سے ایک حق ہو گا اور اور
 باطل ہونگے قول خدا ہے کہ فماذا البعد الحق الا الضلال پس مجھ کو امید ہے
 کہ مجھے اوس مذہب کی ہدایت کرو جو رسول خدا کا تھا اسکو سنکر حنفی مذہب نے
 مجھے کہا کہ اے پوچھنا اگر تو اوس مذہب کو چاہتا ہے جو قرآن اور حدیث رسول کے
 موافق ہو تو وہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے جو بالکل حق ہے میں نے کہا کہ میں یہی
 جانتا تھا لیکن جبکہ میں نے کتب حنفیہ کو دیکھا تو چند چیزیں اوس میں ایسی پائیں کہ
 عقل و نقل سے باہر تھیں اوسے پوچھا کہ وہ کون کون ہیں میں نے کہا کہ اول تو یہ
 کہ جو کوئی پیشاب کرے اور پاخانہ جاوے اور آپ کو نہ دہو وے اور طہارت نہ کرے
 اور وضو کرے اور نماز پڑھے تو وضو اور نماز اوسکی درست ہوگی **مترجم**
 کہتا ہے کہ یہ مسئلہ اہلسنت کی بہت کٹا بونین مسطور ہے از انجما کتاب حرمہ لامت
 فی اختلاف الامم میں بھی یوں لکھا ہے قال ابو حنیفہ فان صلے و لم
 یستنج صحت صلوتہ یعنی ابو حنیفہ کہتی ہیں کہ اگر نماز پڑھ لے اور اوسنے
 پیشاب پاخانہ کی طہارت نہ کی ہو تو اوسکے نماز صحیح ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابو حنیفہ
 کے نزدیک استنجہ پیشاب پاخانہ کا واجب نہیں ہے چنانچہ امام رازی نے
 تفسیر کبیر میں استنجہ کے بارہ میں لکھا ہے وقال ابو حنیفہ غیر واجب
 بلکہ پیشاب پاخانہ کی جگہ گناہ سے غفلت اور اعتبار سے ساقط اور اجنبی بول براء
 اوس مقام کا دہونا ضرور نہیں تھا و لو الحی میں لکھا ہے وہما ليقو
 لان ان النجاسته فی موضع الاستنجاء ساقط العبرۃ منہ

غیر از سنت ابو حنیفہ میں نماز جائز ہو

نصاب کاں لایا نہ بدلیل نہ لایکرتہ تر کھا و لوکان لھا عبرتہ
 یکر ہا کما لوکانف فی غیر ہذا الموضع یعنی البونیفہ اور ابو یوسف ہتھین
 کہ ہتھ کے مقام کی نجاست شرعاً اعتبار سے ساقط ہے پس گویا کہ یہ گودہ اور
 پیشاب نجاست نہیں کیونکہ اسکا چھوڑ دینا اور نہ دھونا مکروہ نہیں اور اگرچہ
 اعتبار ہوتا تو یہ امر مکروہ ہوتا جیسے کہ اس مقام سے الگ جگہ پر یہ امر مکروہ ہے
 اقبے پس حضرات اہلسنت کو پاخانہ و پیشاب کی بعد پانی وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں
 سبحان اللہ یہ یہی وقت خوب رفع ہوے اگر زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی دیکھنے
 منظور ہو تو باب نہم نزعہ اثنا عشر یہ مطالعہ کرو جو حقا کہتا ہے کہ دوسرے
 البونیفہ فرماتے ہیں کہ کہاں مرے ہونے کتے کی دباغت کی ہوے پاک ہے اور نماز
 او سکوپنکر پڑھ سکتے ہیں اور یہ یہ مخالف نفس کلام اللہ کے ہے اور نماز نجس
 چیز میں پڑھنا نقص ہے **مبحث** کہتا ہے کہ اسکے مثبت یہی بہت روایتیں
 ہیں لیکن چونکہ خوف تطویل ہے لہذا صرف ایک روایت جو بیشک کافی ہی نقل
 کرتا ہوں جناب مولوی شاہ عبدالغفر نیز دہلوی تحفہ کے کبید صد و سیوم میں
 فرماتی ہیں۔ اری نزد حنیفہ نماز برپوسند۔ بدبوع کلب کہ رطوبت ان پعمال
 او یہ و مصابح بالکلیہ رفتہ باشد جائز بہت پہر **بحث** فی کہا کہ البونیفہ
 کہتے ہیں کہ اگر چہ چھوڑے اور اون گیبون کا انا کرے تو اس صورت میں
 گہر نکالک چور ہو جاوے گا اور اگر گیبون والا اس لٹیکو چور سے طلب کرے
 تو اسکو نہ مانا جائے اور اگر وہ مالک اس نے پر لٹے تو ظالم نہرے گا اور اگر
 وہ مارا جاوے تو اسکا خون مباح ہو گا اور اگر چور مارا جاوے گیبون والے کو
 اسکا خون میں پکڑ لین گے اور یہ یہ ہے مخالف کلام اللہ کے ہے

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ يَعْنِي آپس میں مال کو کھو بے ایمانی اور باطل
 طرح سے مت کھاؤ **مبحث** کہتا ہے کہ اس مسئلہ کی اصل جو یوحنا نے بیان کیا
 اسی مسئلہ کے قریب قریب جس کے سند اس وقت مجھے پونپھی ہے یعنی اگر ایک شخص کسی
 چیز کو غصب کرے اور اس شی کو اس طرح بدلے کہ اس کا نام اور اکثر منافع چھو
 مقصود میں دور ہو جاوین تو اوٹ شخص کا حق جس کا مال ہے اوٹش سے جاتا رہیگا
 چنانچہ یہ مسئلہ کتاب متفق و متفرق میں مندرج ہے کہ وَاخْتَلَفُوا فِي الْغَاصِبِ

اِذَا غَرَبَ الْمَغْضُوبُ عَنْ صِفَتِهِ بِحَيْثُ يَزُولُ الْإِسْمُ وَكَثُرَ الْمَنَافِعُ الْمَقْصُودُ
 نَحْوُ أَنْ غَضِبَتْ شَاةٌ فَيَنْزِلُ بِهَا وَلَيْسَ بِهَا أَوْ لَيْسَ بِهَا أَوْ خَبَطَ فَيْطِيحُهَا
 فَقَالَ ابْنُ حَنِيفَةَ يَقْطَعُ حَقُّ الْمَغْضُوبِ مِنْهَا بَدَلُكَ بِهَا يَوْحَنَّا نَقُولُ
 کہ اگر چور ایک ہزار دینار ایک جگہ سے چراوے اور دوسری جگہ سے ہزار کے
 اور چورے کرے اور دونوں کو ملا کر دو ہزار کا توڑا بناوے تو اس میں ابونحیفہ کا
 یہ قول ہے کہ یہ سب چور کے ملک ہو جاویگے **مبحث** کہتا ہے کہ اس کے
 اصل یہی اسی مسئلہ کے قریب ہے کہ اگر کوئی شخص کچھ مال غصب کرے اور اوٹ
 مال مغضوب کو اوچسہ میں ملاوے تو وہ سارا مال اس کے ملک ہو جاویگا
 اور جس کا مال غصب کیا ہے اس کا اسمین کچھ حق نہیں بلکہ زکوٰۃ تک اس کی غاصبہ
 واجب ہوگی اور دخل میراث سمجھا جائیگا چنانچہ کتاب کافی میں جو کتب معتبرہ

فقہ حنفیہ سے ہے لکھا ہے سلطان غصب مالا و غلط سارا ملک الٰہی و حبت
 علیہ الزکوٰۃ و ورث علیہ پھر یوحنا نے کہا کہ اگر کوئی لواطہ کرے اور احوال
 کرے تو اوٹ پھر ابونحیفہ کے نزدیک حد نہ ہوگی بلکہ تغیر یہ کرینگے حالانکہ رسول اللہ
 فرماتے ہیں کہ جو کوئی عمل قوم لوطہ کا کرے تو فاعل اور مفعول کو قتل کرنا چاہئے

مستند کہتا ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک فعل لواطہ و اطلاق ہند ان خرابی
 زمین کہتا ہے کچھ خلاف حکم خدا و رسول ہمسقام پر تو مرتکب غلام کو قابل تقصیر
 بتلائے اور دوسرے مقام پر لواطہ کو موجب فساد و جہنم جانتا یعنی اگر کوئی شخص
 حج کو جاوے اور عین حالت احرام میں غلام کرے تو حج میں کچھ نقص نہیں حالانکہ
 اللواطہ اشد من الزنا یعنی غلام زنا سے بہت سخت ہے میرے قول کی صدا
 تقییر نیشاپوری کرتی ہے اوسمیں لکھا ہے واللواطہ و ایثار البیہتہ فی الافساد
 کا لوطی فی الفرع و یہ قال احمد خلا لا بی حنیفہ فیہا نشتہ یعنی لواطہ اور وطی
 یہ بہائم فاسد کثیرین حج کے مانند وطی فرج کے ہیں اور یہی مذہب احمد کا ہے
 لیکن ابو حنیفہ اسکے خلاف کے قایل ہیں لواطہ میں۔ یعنی ابو حنیفہ کے نزدیک
 لواطہ موجب فساد و جہنم علاوہ بران روزہ میں مردے اور چوپائے سے
 وطی کرنے میں بے انزال کے روزہ باطل نہیں ہوتا جیسا کہ شرح وقایہ اور
 فتاویٰ قاضی خان میں مسطور ہے اور انہیں ابو حنیفہ صاحب کے قول کی
 مویدیت سے بزرگان اہلسنت کے فعل بھی ہیں بلکہ ان امام صاحب کے
 قول سے تو تغیر بھی نکلتے ہے یہ صاحب جنکا ذکر ہو گا بے شک یہ مسئلہ
 اپنے عمل میں رکھتے تھے اور تغیر کیا کہی کر امت بھی بیان نہ کی اور خوب
 اطمینان سے فعل لواطہ خود بھی کرتے تھے اور اور و نسے بھی کرتے تھے
 اگر سب کی فہرست کہی جاوے تو اوراق بہت ہو جائیں گے مگر بنا برتنی شرط
 خواطر ناظرین دو ایک نامونہ اختصار کیا قاضی القضاۃ علامہ محیی بن کثیم
 کی تعریف بڑی بڑی معتبر کتابیں باواز بلند پڑھ رہی ہیں یا فعی کے
 صلاۃ الجنان اور ابن خلدکان کی و فیات الاعیان۔ ذہبی نیز ان لا اعتد

وغیرہ وغیرہ باتفاق کہتے ہیں کہ مجھے بن کرم کان فقیہا بارعاً عالم البصیر

بالاحکام سالما من ائتمال البدعة احد اعلام الدنیا واسع العلم بالفقہ کثیر
الادب قاضی القضاۃ پس ایسا مقدس کیاتے روزگار اس قدر اہم و پر
میں شغوف تھا کہ اندازہ بیان سے باہر ہے حتیٰ کہ یہ فعل کر کے کرتے اس قدر
جرات ہو گئے تھے کہ ایک روز پھر ہی میں اپنے کاتب کا جو خوش وضع اور شکیل
جھیل لڑکا تھا خسارہ توڑ لیا جب مامون رشید کو انکے اخلام و لواطہ کے
متواتر خبر ہوئی تو اس نے انکا امتحان کیا آخر کو وہ خبر مشہور درست معلوم ہو
اور مجھے کے سامنے ہی مامون نے وہ شعرانی حلیمہ کے جو کتاب اخانی وغیرہ
مذکور ہے پڑھے اور ان اشعار کا مصرع اخیر یہ ہے ^{اور قاضی القضاۃ مسلمان و خاتم} وقاضی قضاۃ المسلمین
بلوط جن کتابوں میں ان حضرت کی تعریف لکھی ہے اور میں میں یہ حال مجھے
مستطور ہے ^{لواطہ کے ۱۲} دوسرے قاضی عبداللہ بن مبارک ہیں جو باعلان تمام کہل و خزانے
اخلام کرتے تھے چنانچہ محاضرات راغب اصفہانی میں مذکور ہے کہ جب ناصر
طبرستان کا والی ہوا تو اس نے عبداللہ بن مبارک کو جسے منسوب بعلتائے
کرتے تھے قاضی بنایا قاضی صاحب نے خود ناصر سے کہہ دیا کہ اے امیر المومنین
مجھ کو کچھ مضبوط جو انون اور پٹھون کے ضرورت ہے وہ مجھے ایک قسم کے مدد
میں ناصر نے جواب دیا کہ ہاں ہاں مجھ کو معلوم ہے ایشیہ یہ افعال جو ان
لوگوں میں تھے حضرات اہلسنت کو معیوب نہ سمجھنے چاہیں کیونکہ اول تو ان کا
صاحبوں کے فتویٰ کا حال معلوم نہیں کیا تعجب ہے جو جو از ثابت کر لیا
۷ خطائے نیرنگان گرفتار خطاست و دوسرے کج تتبع کتب و انکا کیا جا
ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ لواطہ کرنا ایک بڑی عمدہ عادت اور نہایت

ایسا طریقہ بزرگوار اور پیروں کا ہے عبدالوہاب شعرانی نے مواقع الانوار میں بہت سے
 اکابر کا ذکر کیا ہے چنانچہ ایک تو شیخ علی ابو خودہ ہی ہیں جو باعلان تمام کہلم کہلاواطم
 کہتے تھے بلکہ شعرانی لکھتا ہے کہ شیخ ابو خودہ اپنے غلاموں کو حکم دیتا تھا کہ لوگوں سے
 خوب کہو کہ شیخ ہمارے ساتھ لواطہ کرتا ہے اور کرامت یہہ تھی کہ اگر کوئی اس امر کا
 انکار کرتا تھا تو وہ مرجاتا تھا اور ایک انہیں ابو خودہ صاحب کی یہہ کرامت تھے
 کہ جہاں کہیں کسی عورت یا کسی ریشہ لڑکے کو ملاحظہ فرماتے تھے فوراً اپنا دست
 مبارک دنگے مقام مخصوص پر پونہ پاتے تھے چاہے وہ عورت کیسی امیر کی بہو
 جو اس بات کا بھی انکار کرتا تھا وہ لقمہ موت ہوتا تھا انہیں کی کرامات میں یہہ ہے
 شعرانی نے لکھا ہے کہ ابو خودہ ایک روز اپنے کسی دوست کے گھر گئے دیکھا کہ وہ تو
 کہیں گیا ہے مگر اسکی زوجہ موجود ہے یہہ اوسکے گھر میں داخل ہو گئے آخر میں
 وہ شخص ہی اکیلا دیکھتا کیا ہے کہ پیر و مرشد اسکی زوجہ کے بوسے لے رہے ہیں
 وہ اسکو دیکھ کر گھر سے پھرا اور لوگوں سے اسکا تذکرہ کیا شیخ نے یہہ حال معلوم کر کے
 اوسکے لئے بددعا کی وہ شخص فوراً مر گیا اور اسی کتاب میں اور پیروں کی بھی بہت
 کرامتیں مذکور ہیں از انجملہ شیخ محمد بوصیری کی کرامت میں لکھا ہے جسکا خلاصہ
 یہہ ہے کہ ان والی اللہ کے علاوہ ظاہری مددوں کے ڈھکے چھپے اور اندر
 مدد یہہ تھی کہ اگر کوئی مخنث جسکو لوگوں کی زیر مشق ہونے کی عادت پیر گئے
 ہوتی تھی ان بزرگوار کے پاس ہو کر نکلتا تھا تو فرماتی تھے بچا یہاں وا اور
 اس بلا کر اپنے دست اقدس سے اوسکے مقام مخصوص کو سہلا دیتے تھے
 دہر سہلانا اور او دہر اوس مخنث کا توبہ کرنا پھر تو کہی اس کام کے طرف
 کیا پشت بھی نہ کرتا تھا اور اگر کوئی علت انہ میں مبتلا ہوتا تھا

تو وہ بھی اسی علاج سے شفا پاتا تھا اور اسی طرح اگر اونکے پاس کوئی حرام کار
 عورت نکلتی تھی یا کوئی بے ریشہ لڑکا امر و جبر لوگ گھر سے ہی پھرتے تھے بھگتا ہوتا
 تو کبھی کبھی تو یہی علاج فرماتے تھے یعنی اوس عورت کے مقام خاص کو ہاتھ سے
 سہلاتے تھے اور اوس مرد کے موقع مرض پر دست کمر امت پرست پونچھتے
 تھے اور کبھی کبھی چوم بھی لیا کرتے تھے پہرہ تو وہ عورت کسی سے زنا کرتی تھے
 اور نہ پہر اوس مرد کا کوئی نظارہ بظہر شہوت ڈاڑھی نکلتے تنگ کرتا تھا اس کو بعد
 اور کمر امتیں انکی اور اور ونکی ذکر کی ہیں ہذا اما انتخابنا من استقصاء الافہام
 سبحان اللہ کمر امت ہو تو ایسی ہو صرف ہاتھ کے لگانے سے شفا کا حاصل ہونا کیا
 ہے باوجودیکہ ہاتھ کو اوس مقام سے کچھ مناسب نہیں اگر کسی عضو مناسب کو موقع
 مرض تنگ پونچھ دیتے تو جانے کیا کیا کل کھلتے اور غنچہ چٹکتے اور کیا کیا کمر امتیں ظاہر
 ہوتیں اور یہ لوگ عبداللہ بن مبارک و یحییٰ بن اکثم کی وقت میں ہوتے تو
 خوب معالجہ فرماتے بعض علماء اہلسنت نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ ایسی امور
 کچھ نفس انسان میں خرائفی واقع نہیں ہوتے چنانچہ وہ حکایت و کسب ہے
 جسے جناب علین مکان نے حدیقہ سلطانیہ میں مقدس اردبیلے سے نقل کیا ہے
 اور جناب تاج العلماء مجتہد العصر سید علی محمد رضا دام ظلہ نے مواعظ جو نوری میں
 اس طرح ترجمہ فرمایا ہے کہ علمائے اہلسنت میں سے فاضل میرزا جان شہر خارا میز
 وارد ہوا اور سب روز درس تدریس میں مصروف ہوا پس بعد چندے چند
 خیر خواہ شاگردوں نے بطور کنایہ انہیں بتایا کہ فرزند دلبند کو انکے چندا و باش
 باغی باغون میں لیجاتے ہیں گلگشت چمن میں گلستان و بوستان کا سبق
 انہیں پڑھاتے ہیں بطور خود فاعل و مفعول کے صیغہ بتاتے ہیں یہاں تک

مجرود کا حال باب تائب یافت فرماتے ہیں بقول شخصہ سے مَرَرْتُ عَلَىٰ طِفْلِ يَدْعُو
جَمَاهُ ۖ يَطْلَعُ صَرْقًا وَالكُرْأَىٰ فِي يَدِهِ فَقُلْتُ لَهُ لَأَزَالُ عِلْمَكَ زَائِلًا
إِن لِّي بِأَبَاكَ لَسْلَاةً ۖ ثُمَّ أَلْحَزْتُ دَاوُسَ سِرِّهِ قَدْ كَلَفَ زَنَ بَلْبُلُونِ كَيْطُوحِ
الْبَسِ مِثْلَ بَحْتِ الْكَلْبِ مِثْلَ مِثْلِ عُمَرَىٰ بِرَأْسِهِ قَائِمٌ مِثْلَ مِثْلِ تِلَاوَتِ قَدْ أَفْلَحَ
کبھی نہیں پہنچتے ہیں جب کئی بار اوہنوں نے تنگداریاں کیا تو فاضل میرزا جان
نے کہا کہ یہ معنی تو میں سمجھتا نہیں صاف صاف مجھ سے کہو اوہنوں نے کہا
کہ حیا سے عثمانی سنگ راہ ہوتی تو ہم تفضیح کی تصریح کر دیتے اب خلاصہ یہ ہے
کہ آپ کے غفلت کی بدولت صاحب زادہ بلند اقبال پر بخار کا شہدا ہو گیا
اوہنوں نے کہا کہ بس اتنی ہی بات پر میرا ناطقہ بند کرتے ہوں پر شویا موز
سے برین عقل و دانش بیاید گریست تمہیں اتنی ہی سمجھ نہیں کہ اگر یہ
صحیح ہی ہو تو یہ خارج از بحث بائیں ہیں اس کے نفس ناطقہ کو اس سے
کیا ضرر ہے فقط خلاصہ یہ ہے کہ ایسے امور اہلسنت میں کچھ قیاحت نہیں کہتے
بلکہ سنت سلف صالح ہیں جب کتب سیر و اخلاق کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم
ہوتا ہے کہ اساطین اہلسنت میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں جناب خلیفہ
ثانی کے نسبت علامہ سیوطی نے حاشیہ قاموش میں یہی نسبت جسکا
ذکر ہو رہا ہے بتائی ہے بلکہ کتب بینی سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب خلافت کا
مقام براز اس قدر فراخ ہو گیا تھا کہ بیٹے میں خوف خروج نجاست وغیرہ
پیدا نہ اسی خوف سے ہرے ہو کر مشاب کیا کرتے تھے اور ہمیشہ رسول
ﷺ کے احکام و سنت پر فرماتے تھے جیسا کہ شرح مصابیح وغیرہ میں ہے
نیز کہیں کہیں فرماتے تھے کہ ابوحنیفہ اسکا قایل ہے کہ اگر اسکا

جہودیکو مار ڈلی تو مسلمان کو اس کے خون کے عوض مار ڈالیں گے اور یہ ہے
 خلاف قرآن کے ہے وَلَنْ يُجْعَلَ اللَّهُ الْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَافِلًا یعنی
 خداوند عالم ہر کفر کا فرونگی راہ مومنوں پر نہیں فرماتا اور یوحنا نے کہا کہ یوحنا
 کہتا ہے جب کوئی اپنی مان اور خواہش سے عقد کرے اور جانکر ماننے صحبت کرے
 تو خدا و سپر نہ ہوگی کیونکہ یہ عقد شبہ کا ہے اور یہ ہے خلاف قرآن کہ اَللّٰہُ
 وَالزَّانِیۃُ فَاجِلٌ وَّاٰکُلٌ وَّاحِدٌ مِّنْہُمَا بِاَنۡہُ جِلْدٌ یَّعْنٰی زانی اور زانیہ میں سے ہر ایک کے
 سو کوڑے مارنے چاہئیں **مبحث** کہتا ہے کہ تفسیر فخر رازی میں زبیر
 آیہ حرمت علیکم اُنہا تک لکھا ہے کہ مسئلہ ثالثہ یہ ہے ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ جب
 کوئی شخص اپنی مان سے ترویج کرے اور دخول ہی۔ تو اس پر حد لازم نہیں ہے
 اور شافعی کہتا ہے کہ خدا و سپر لازم ہے۔ پھر یوحنا نے کہا کہ ابوحنیفہ کہتا ہے
 جب چار گواہ زید پر زنا کی گواہی دیں پس اگر زید انکی تصدیق کرے تو حد ساقط
 ہوگی اور اگر تکذیب کرے اور ان گواہوں کو جہو مابتلا وے تو حد لازم ہوگی
 اور یوحنا نے کہا کہ ابوحنیفہ کہتا ہے جائز ہے کہ قاضی فاسق ہو و اگر
 وہ خطا ہی کرے اور خلاف حکم خدا اور حکم رسول حکم کرے تو اسکو باطل نکرتز
 کے **مبحث** کہتا ہے کہ قاضی کا فاسق ہونا کجا اہلسنت میں تو امام زمانہ
 اور خلیفہ رسول کا فاسق ہونا جائز ہے اور جائز ہونا کیسا خود خلیفا فاسق ہو
 ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں بشرح حدیث ابن عمر لکھا ہے کہ فسق کے
 سبب امام کی اطاعت جاتی نہیں ہتی انتہے بلکہ فسق تو ایک مرتبہ اسلام
 و ایمان ہے یہ حضرات تو خلیفہ میں اسلام کو بھی شرط نہیں جانتے جیسا کہ
 جامع الرموز شمس الدین قہستانی میں ہے اور اس مسئلہ کے کچھ تفصیل

ترویج فاسق ہو سکتا ہے
 خلیفہ رسول اہلسنت

پہنچے رسالہ رمع مصقول میں لکھی ہے اور قاضی اور امام و خلیفہ کا فاسق ہونا دکرنا
 اہلسنت تو نبیوں کو گناہ کہا کر کامر تکب بتاتے ہیں پھر قاضی کو فاسق جانتا اور
 اوسکے حکم کی اتباع واجب ہونی کا کیا تعجب انبیاء کی اطاعت تو فیہر عمل قول کے
 واجب مینی ہے اور اگر ابن فورک کی سنو تو یوں ہی رہ جاؤ یہ صاحب فرماؤ پھر
 کہ نبی کے لئے اسلام ضروری نہیں کا فر اگر خوشا واز ہو اور اچھا لب لہجہ رکھتا
 تو وہ بھی نبی ہو سکتا ہے کیونکہ تبلیغ احکام میں او اتہی بکار آمد ہے پھر لوحنا
 نے کہا کہ ابو حنیفہ کہتا ہے کہ اگر زید چہوٹا دعویٰ کرے اور کہے کہ فلان عورت
 میری ہے اور فلان کی نہیں ہے اور دو گواہ چہوٹی قاضی کے پاس لاوے قاضی
 بحسب نظام حکم کرے گا کہ اوسکے شوہر نے اوس سے ذنا کیا اور یہ عورت چہوٹے
 گواہی سے اس زید پر ظاہر و باطن میں حلال ہو جاوے گی اور پہلے شوہر پر
 جسکے گھر میں بتی ظاہر و باطن میں حرام۔ اور اسے طہر سے اگر کوئی عورت
 دعویٰ کرے کہ اوسکو اوسکے شوہر نے طلاق دیدی ہے اور گواہ لاوے
 تو قاضی بحسب ظاہر حکم کرے گا کہ تحقیق طلاق ہو گئی اور شوہر پر حرام ہوگی اور
 سہوں پر حلال اور گواہوں پر ذہبی حلال ہو جاوے گی اگرچہ عمدہ چہوٹی گواہ
 دے ہو اور یہ مخالف نقل و عقل کے ہے یوحنا کہتا ہے کہ جب مینے
 یہہ باتیں اون سے کہیں تو دشمنند جاہل مجھے بدظن ہو گئے اور کہا یہہ باتیں
 اور اعتراض اہل بدعت کو ہیں امام ابو حنیفہ مجتہد تھا اور اگر مجتہد خطا
 کرے تو ایک اجر ہوگا اور اگر صواب کرے تو اوسکو دو اجر ہونگے یوحنا
 نے کہا کہ اگر رافضی کہیں کہ پہنچے اجتہاد لٹرائی میں تین بار کیا پس اگر مینے
 خطا کی ہوگی تو ہم کو ایک اجر ملے گا اور اگر صواب تو دو اجر پس اوسکا جواب

کیا ہو وی کا جب ایسی باتیں پیش آئیں تو اطراف و جوانب سے اواز بلند ہو سے
 اور مجھ سے ایک عالم شافعی نے کہا کہ اے یوحنا اگر مذہب حق کو چاہتا ہو
 جو معافی کلام خدا اور حدیث رسول اللہ کے ہو تو مذہب شافعی کا اختیار کر
 جبکہ حنفی مذہب نے یہ سنا تو بیچ و تاب کہا بلا واسطہ تحمل نہ ہو سکا اور کہا
 کہ اے شافعی مذہب والے تیرا امام کیا تحقیق رکھتا ہے اول تو یہ ہے کہ وہ
 کہتا ہے کہ اگر کوئی کسی عورت سے زنا کرے اور اس سے دختر پیدا ہووے
 تو اس مذہب میں جائز ہے کہ اس لڑکی سے نکاح کر لے اور وطنی کرے
 وہ اس کو حلال ہوگی بلکہ ممکن ہے کہ اپنے بہنوں سے جو زنا سے ہوں ان کو
 مادری اور پدری ہوں عقد کرے **میت** کہتا ہے کہ یہ مسئلہ
 شرح وقایہ میں موجود ہے پس اس حنفی عالم نے کہا کہ اے شافعی تجھ کو
 شرم نہیں آتی کہ اس مذہب کو جو مانند گبر کے مذہب کے ہے مذہبِ اعظم
 سے بہتر جانتا ہے پس شافعی نے کہا کہ اے حنفی تجھ کو شرم کرنے چاہئے
 کیونکہ تیرا ابو خیفہ دو مسئلے رکھتا ہے جو کسی نقل اور عقل اور مذہب و ملت کے
 نزدیک روا نہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اگر کسی نے اپنی یا کرویٹی کو
 ہندوستان میں ایک شخص کو دیا اور وہ لڑکی روم میں بھی اور مرد بعد از
 ہندوستان سے روم میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ یہ عورت جو باکرہ اس کے
 زوجہ تھی چند لڑکے بچے آگے اور پیٹ میں رکھتے اب یہ بیچارہ مظلوم
 کہتا ہے کہ اس دختر کو جب باکرہ تھے میں نے ہندوستان میں خواستگاری
 کی تھی اور ہرگز میں نے اس کو نہیں دیکھا ہے اور ہاتھ تک اس کے قریب
 نہیں پہنچا یا یہ معاملہ عجیب ہے تو اس وقت میں حضرت ابو خیفہ فرمائی ہیں

کہ وہ فرزند بچی حیران اور مظلوم کے ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ شاید فرشتگان تعالٰی نے
 تیری آپ منی کو بوقت احتلام لاکر اس عورت کے شکم میں رکھ دیا ہو اور اسی نطفہ
 سے یہ فرزند پیدا ہوئی ہوں **جسم** کہتا ہے کہ ایسے مسائل تفسیر کبیر یا زمین
 متسحیح ہیں مرزا فصیح نے کیا خوب فرمایا ہے ذرا انصاف کراہی مرد سادہ
 قبات اتنی کیا ہوگی زیادہ ملاکب مرد زن بالاصالت مگر شیطان نے
 کی ہوگی نیابت و یا نطفہ وہ کمرتا ہوگی ہندی و وصول اسبابہ کمرتی ہوگی رنگ
 اور وہ کہتا ہے دوسرا یہ ہے جب ایک عورت کاشوہر غائب ہو گیا ہو اور مدت
 گذر گئی ہو اور اس عورت سے کہیں کہ تیرا شوہر مر گیا تو عدد وفات کار کہہ اور
 بعد اسکے دوسرے مرد نے اوس سے عقد کیا ہو اور اوس مرد کو فرزند حاصل ہو تو
 اور اوسکے بعد یہ دوسرا شوہر غائب ہو جاوے اور وہی پہلا شوہر غائب تھا
 موجود ہووے تو یہ یہ سب لڑکے بچے اسی شوہر اول کے ہونگے اور اوسکی میراث
 لینگے اور وہ اونکی میراث لے سکیگا اور اس شعہر دوسرے کو جو باپ ان لڑکو نکاح
 بظاہر ان فرزند و زمین کہہ حق قربے کا **یوحنا** نے کہا کہ جب شافعی مذہب نے
 یہ باتیں ابی حنیفہ کی بیان کیں تو حنفیہ و شافعیہ میں خصوصیت چمکی اور لڑائی
 اور گالی گلوچ تک نوبت پہنچی میں نے کہا کہ اسے عزیز و باللہ العظیم میں دو لونڈے ہوئے
 بیزار ہوا اور اب میں کہیکو نہیں پسند کرتا ہوں تم آپس میں جنگ جمل نہ کرو
 پس مالکی مذہب نے میرے طرف توجہ کی اور کہا کہ اسے **یوحنا** ابو حنیفہ اور
 شافعی جو کہہ کہتے ہیں بقیاس کہتے ہیں امام مالک نے اپنے مذہب کو انص اور
 روایتوں سے ثابت کیا ہے پس اگر اس مذہب کو تو اختیار کرے گا تو حق کو اختیار
 کرے گا جب مالکی نے یہ بات کہی حنفی اوسکا معارض ہوا اور کہا کہ اگرچہ

مالک اجتہاد قیاس سے نہیں کرتا ہے لیکن اس کے مذہب میں بہت ایسی چیزیں
 ہیں جو مخالف قرآن اور حدیث کے ہیں جیسے کتے کے پلے جنگلی انکھیں ہوں
 کہلاتے ہیں اور وطی حرام کو حلال جلاتے ہیں اور عوذ باللہ کو نماز میں منع کر دیتے ہیں
 بسم اللہ کو فاتحہ میں مکروہ جانتے ہیں اور تشہد آخر کو نماز میں واجب نہیں
 مانتے ہیں صلوٰۃ کو بھی تشہد میں واجب نہیں کہتے اور یہ سب مخالف کتاب خدا
 اور سنت رسول اللہ کے ہے **مہتمم** کہتا ہے کہ تو نکاح حلال ہونا امام مالک کے
 نزدیک غنیہ میں شیخ گیلانی کے مشہور ہے اور ایک کتا کیا لیکڑا اور مینڈک
 اور سانپ اور کچھوا اور کھڑیاں اور ستور وغیرہ مالک کے نزدیک سب حلال ہیں
 پر کتے اور سور میں بعض کتب میں یہ شرط لگی ہوئی ہے کہ دریائی ہونچیا پنچ
 کتاب حمتہ للامۃ فی اختلاف الائمہ میں لکھا ہے قال مالک یوکل السمک
 وغیرہ حتی السرطان والصفیع وکلب الماء وخنزیرہ لکنہ کرہ الخنزیر یعنی
 امام مالک کہتے ہیں کہ مچھلے اور جو کچھ دریا میں ہے سب کہاوت ہے کہ لیکڑا اور مینڈک
 اور دریائی کتا اور سور لیکن سور میں کراہت آفتہ ہے اور امام مالک کچھ تہا اسکے
 کہانی کو نہیں کہتے امام احمد صاحب بھی یہی فرماتے ہیں چنانچہ اسی کتاب میں
 اسی عبارت کے بعد لکھا ہے وقال احمد یوکل فی البحر الا التماح والصفیع والکوسج
 یعنی احمد کہتا ہے کہ جو دریا میں ہے سب کہاوت مکروہ تماح و صفیع و کوسج انتہے
 کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ وہ جو مینڈک کا آچار مشہور ہے وہ بنا بر مذہب
 اہلسنت کے کہانا درست ہے بلکہ کیا تعجب ہے جو یہہ اچار انہیں صاحبوں سے
 ایجاد ہوا ہو خیر مبارک باشد اور جو کہ کتے کا گوشت کہانا امام مالک کے نزدیک
 جائز ہے تو اسی وجہ سے کتا پاک بھی ہے اور اگر کسے برتن کو وہ چاٹ جاو

تو اوسکو دھونا کچھ ضرور نہیں چنانچہ کتاب رحمۃ اللامۃ فی اختلاف الائمہ میں احکام کے بارے میں لکھا ہے قال مالک ہو طاهر لا یخس ما ورنہ قیہ یعنی مالک کہتا ہے کہ کشتا پاک ہے وہ چیز نجس نہیں ہوتی جسکو وہ جائے بلکہ اہلسنت نے اسکی بھی تصریح کی ہے کہ سوراورکتے کا چھوٹا امام مالک کے نزدیک طہر ہے جیسا کہ شرح منظومہ میں لکھا ہے

سورائزیر طاهر وطہور عند مالک لانہ لم یتغیر بلعابہ احدا وصاف الماء و فی سور الکلب

قال ایضا ہذا وقیل لانہ من الطوافین علینا کالہرۃ وقیل لان لحمہ کول عندہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ چھوٹے اور مس کی ہوئی چیز سورا کی پاک پاکیزہ ہے امام مالک کے نزدیک کیونکہ سورا کے چھوٹے ہونے سے کوئی وصف پانیکا بسبب اسکے لعاب کے متغیر نہیں ہوا اورکتے کے چھوٹے میں بھی یہی کہا ہے اور اس پاک ہونے کی یہ بھی دلیل بیان کرتے ہیں کہ یہ جانور ہر وقت پھرتے رہتے ہیں جیسے بلی اور اسے بچنا مشکل ہے اور یہ بھی دلیل بیان کی گئی ہے کہ سورا اورکتے کا چھوٹا اسوٹے پاک ہے کہ انکا گوشت امام مالک کے نزدیک کھایا جاتا ہے اور جب سورا ورتا اگرچہ آبی ہی ہے امام مالک کے نزدیک پاک ہے تو سورا ورتے کا یہ اور پیشاب بھی پاک ہے کیونکہ کول اللحم کا یعنی جسکا گوشت کھانا حلال ہو گوہ درپیشاب طہر ہے بلکہ فاضل اجل نور الدین ابی الحسن ذلی کہ فضلاء و عرفاء معتبرین اہلسنت سے ہیں شرح مقدمہ غزیہ فی فقہ المالکیہ میں بیان فرماتی ہیں ان مباح الاکل طہر وکنذ ابو کہ یعنی جسکا کھانا مباح ہے اوسکا دھو یہی مباح ہے علی ہذا پیشاب سبحان اللہ گوہ در گوہ کتے کا گوہ سنا کرتے تھے مگر امام سنت کے نزدیک وہ پاک نکلا خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک اور سورا حلال ہیں اور پاک بلکہ انکا دھو دھونا بھی مباح ہے بلکہ انکا دھونا بھی

پیشاب و ریا خانہ بھی طاہر تفصیل اس مسئلہ کی ترمیم اثنا عشریہ میں موجود ہے
 باقی رہا وطنی حرام کا حلال ہونا سو اظہر من الشمس ہے کہ امام مالک کے نزدیک مالک
 اپنی ملکوت کو اطہ کر کے چنانچہ علمائے اسکو لکھا ہے حتیٰ کہ ملا جامی ہے
 کتاب بیمارستانین رقم کرتے ہیں ۷ ابروے غلام خویش مبرہ و فقر بدنام
 خویش مبرہ نہ توان زد بگفتہ مالک ۸ غوطہ در و رطہ چنین مالک ۹ اور جوڑے
 بھی وطنی نے الدبر امام مالک کے ہاں جائز ہے جیسا قسطلانی شارح صحیح بخاری نے
 لکھا ہے کہ ابو بکر حصاص نے احکام قرآن میں لکھا ہے کہ مشہو مالک سے اباحت اس
 فعل کی ہے۔ اور باقی چیزوں کا تو حال ظاہر ہی ہے کہ اونکے ترک میں ظاہر
 کچھ خرابی نہیں جب ایسے سخت امور جائز ثابت ہو گئے تو انکا ثابت کرنا بیجا نہ
 معلوم ہوتا ہے الغرض جب مالک مذہب ہے اس گفتگو کو سنا تو قہر میں آیا اور کہا
 اگرچہ یہ امر مذہب مالک میں ہے لیکن ابو حنیفہ نے اس سے عجیب اور غریب
 کہا ہے کہ غسل جنابت بے نیت کرے اور وضو بھی بے نیت بجا لاوے او
 نجاست کو آدمی کے سجدہ میں پیشانی پر رکھے اور سورہ فاتحہ کو فارسی میں
 پڑھے اور بعد فاتحہ کے آمین کہے اور بقدر دم مارے نیکی سے سجدہ سے اوٹ ہو
 اور سلام سے پہلے گوز مارے پس اگر اسکو عمدہ کیا ہو تو درست ہے اور اگر خطا سے
 رہا ہو گیا ہو تو نماز باطل شدہ اور جو اس قسم کی پریش کو خدا کے لئے جائز کہے
 وہ بالکل بے تحقیق ہو گا **مبحث شرم** کہتا ہے کہ حضرت ابو حنیفہ کے مسائل
 اس قسم کے عجیب و غریب ہیں کہ ہرگز عقل و نقل سے مطابق نہیں ہو سکتے
 سب کے تفصیل بیان کرنے میں ایک فتر کے ضرور ہے اور اگر کچھ شوق ہے
 تو لا اقل مشتاق مطاعن ابو حنیفہ کو مستقصاء الافحام جلد اول میں ملاحظہ کرے

شارح خلاصہ گیلانی لکھتا ہے کہ ابی حنیفہ کے نزدیک موضع نجس پر نماز میں سجدہ
 جائز ہے جناب رسالت مآب کے نسبت یہی ایسی روایتیں حضرت اہلسنت لکھتے
 چنانچہ شرح جامع ضعیفین لکھتا ہے عائشہ سے کہ حضرت وہاں نماز پڑھ لیتی تھے
 جہاں حسن و حسین پیشاب کرتے تھے اس مقام پر ایک مناظرہ کشف حالات مسائل
 ابی حنیفہ کا فی سبھ کمروج تحریر ہوتا ہے حیوۃ الحیوان میں لغت قمریہ کے درمیان
 امام الحرمین عبد الملک بن شیخ ابو محمد عبداللہ جوینی سے روایت کی ہے کہ یہ سلطان
 محمود بن سبکتگین حنفی مذہب تھا اور علم حدیث کا شائق تھا اس کے آگے حدیث
 سنائی جایا کرتے تھے اور وہ اس کے معنی پوچھا کرتا تھا پس اکثر حدیث کو وہ
 موافق امام شافعی کے پاتا تھا۔ سو اس نے دونوں مذاہبوں کے فقہاء کو جمع کر کے
 التماس کیا کہ ان میں سے کسکو ترجیح سے فقہاء میں اس امر پر اتفاق ہو کہ بادشاہ
 کے آگے دو رکعتیں موافق مذہب شافعی کے اور دو رکعتیں موافق مذہب ابو حنیفہ
 کی پڑھنے چاہیں تاکہ اسکو حال معلوم ہو جاوے اور جسکو پسند کرے
 اچھا سمجھے۔ پس قفال مروزی نے نماز کو طہارت اور سب شرطوں کے
 ساتھ ادا کیا اور اچھی طرح سے قبلہ رخ ہو کر ارکان اور سنونات اور باقی آداب
 بجالایا اور یہی ایسی نماز تھی کہ شافعی اسکے سوا کو درست نہیں جانتا تھا۔
 پہر دو رکعتیں موافق تجویر ابی حنیفہ کے پڑھیں پس کتے کی کہال و باغت شدہ
 کو پہن لیا اور چوتھائی کو نجاست سے لہیر اور عمر کی شراب سے وضو کیا اور چونکہ
 یہ معاملہ موسم گرمیاں ہوا تھا اور سپر مکھیاں اور چمچ وغیرہ جمع ہو گئے وضو بھی
 اسکا اولٹا پلٹا تھا پہر قبلہ رو ہوا اور تکبیر احرام بغیر نیت کے وضو میں کہے
 اور فارسی میں تکبیر کہے پہر دو برکات بن کر کہہ کر کو جلد جلد بغیر فاصلہ و طہائیت کے

مثل مرغ کی چونچ کے مارنے لگا اور تشہد پڑھا اور آخر نماز میں بغیر نیت سلام کے
 گوز مارا اور کہا کہ اے بادشاہ یہہ نماز ابو حنیفہ کی ہے بادشاہ نے کہا کہ اگر
 یہہ نماز ابو حنیفہ کی نہ ہوئی تو تجھ کو قتل کر دوں گا کیونکہ ایسی نماز کو تو کوئے
 دین والا نہیں بانٹ کر کہیگا۔ اور حنفی لوگوں نے یہے انکار کیا اور کہا کہ یہہ نماز
 ابی حنیفہ کے نزدیک جائز نہیں ہے فقال نے ابو حنیفہ کی کتابیں منگائیں بادشاہ
 حاضر کر نیکاح کم دیا اور ایک نصرانی کو فرمایا کہ دو نو مذہبوں کی کتابیں پڑھے پس نماز
 جو فقال نے پڑھی تھی ابو حنیفہ کے نزدیک جائز نکلی بادشاہ نے حنفی ہونے سے
 اعراض کیا اور شافعی ہو گیا اسی حکایت کو امام شافعی نے مرآۃ الجنان وراہن
 خلکان نے وفیات الاعیان میں بیان کیا ہے الحاصل یوحنا نے کہا
 کہ حنفی اور مالکی میں لڑائی شروع ہوئے یہاں تک کہ حاضران مجلس دونوں سے
 بیزار ہو گئے پس حنبلی نے مومنہ طرف میرے کیا اور کہا کہ اے یوحنا
 تو ملول مت ہو اور غم مت کہا کہ میں تجھ کو وس مذہب کے رہنمائی کرتا ہوں
 جو نہایت پاک و رغایت پاکیزہ ہے اور وہ مذہب احمد حنبل کا ہے جب مالکی نے
 اس کو سنا غصہ میں آکر کہا کہ امام تیرا شاگرد شافعی کا ہے اور امام شافعی
 شاگرد امام مالک کا تھا پس کہہ سکتا ہے کہ تو مذہب احمد حنبل کو ہماری مذہب
 غالب کرے باوجودیکہ تیرے امام نے چند جگہ خطائیں کی ہیں ایک یہ کہ وہ
 کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ جسم ہے اور عرش پر بیٹھا ہے اور عرش سے چار انگشت
 بلند ہے اور خدا تعالیٰ ہر جمعہ کی شب کو مسجد و نکلے کو پہنچے پراوترتا ہے
 اور صورت امر و پر ہوتا ہے اور پاؤں میں مروارید کی نعلین ہوتی ہیں اور
 گدے پر سوار ہوتا ہے اور کوٹھے پر مسجد و نکلے کہاں رکھتے ہیں اور جمعہ کے

رات کو اوس گہاس میں جو ڈال دیتے ہیں تاکہ خدا کا گدھا اون جوؤں کو کہا دے
 مترجم کہتا ہے کہ امام احمد حنبل کا اس مرد قاتل ہونا کہ خدا تعالیٰ جسم سے
 بشکل مرد مشہو خلاق سے اور جمیع کتب میں مسطور۔ ابن تیمیہ حنبلی نے تو
 غضب کیا ہے کہ خدا کے واسطے عجب عجب چیزیں مقرر کی ہیں۔ اشرف الوسائل ابن
 حجر مکی و شرح عقائد عضدی جلال الدین دوانی میں سب لکھا ہوا ہے اور
 کچھ یہی نہیں کہ بیچارہ امام احمد حنبل اور اسکے تابعین ہی خدا کے تجسیم اور
 تشبیہ کے قائل ہوں بلکہ بڑے بڑے عالم اور ائمہ سلف خدا کے مجسم ہونے کے
 قائل ہو چکے ہیں۔ ابن تیمیہ منہاج میں لکھتا ہے کہ اشعری نے مقالات
 میں لکھا ہے کہ داؤد جوزی اور مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جسم سے
 اور اسکے جثہ سے اعضا میں آدمی کیسے صوت سے اسکے گوشت سے
 خون سے بال ہیں ہڈی سے سارے جوارح اور اعضا ہیں مثل ہاتھ پیر بان
 سر آنکھون کے تفصیل مجسمہ استقصاء جلد اول میں دیکھو یہ تو معلوم ہی ہے
 کہ حنبلی لوگ قائل ہیں کہ خدا کی صوت ایک بے ریشہ لڑکے کی سی ہے اور شب جموع
 مسجد ونکی جیت پرانا ہے مگر مولانا حسن بن عبد التراق رحمۃ اللہ علیہ شیع
 الیقین میں کیفیت جنابہ کے درمیان عجب حکایت بیان فرماتے ہیں جس کا
 خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص حنبلی پہلے سرے کا عابد زاہد ایک ات کو جامع مسجد
 جیت پر خدا کے دیکھنے کا منتظر کھڑا تھا۔ اتنے ہی میں اتفاقہ ایک بیچارہ بھلا
 لڑکا خوش و خوش مو وہاں کو چلا آیا پہ پہلا حنبلی آپنی میں کہنے لگا کچھ یہی شکل کیا
 اور جان لیا کہ بس یہ تو خدا ہی ہے اب کبھی اسکے پیروں پر گرے گا اور کہے
 ہاتھ جوڑے گا ہر چہ متل ہے اور کبھی روتا ہے گڑ گڑاتا ہے اور کٹا ہے اور میرا

سردار میرے مولا میرے خالق میرے آقا مجھ پر رحم کر اور مجھے مت ستایا جا رہا
 لڑکا حیران ہو گیا اور دلمین کہنے لگا کہ یا ابھی یہ کیا آفت ہے اور اوسنے گمان کیا
 کہ اور تو کوئی سبب نظر نہیں آتا شاید شیخ شخص مجھ سے فعل بد کرنا چاہتا ہے اور
 یہ سوچ کے چلا پڑا اور فریاد کرنے لگا اتنے میں لوگ یہی کہتے ہو گئے اور
 اون عابد صاحب کے خوب گندی کو کے حاکم کے پاس لگے جب جنسلی صاحبوں کو
 اسکی خبر ہوئی دوسرے ہوئے حاکم کے پاس آئے اور قسم کہا کہ کہا کہ یہ شخص
 بڑا عابد و زاہد ہے اسنے اس شخص کو خدا سمجھا تھا جب اسنے اسقدر تضرع
 وزاری کی تھی جب حاکم نے عہد و پیمان اونکا دیکھا حضرت عابد کو چہرہ دیا پھر
 اوس مالکی سنے کہا کہ احمد جنسلی کہتا ہے کہ سور کی کہال دباغت سے پاک ہے جو جائز
 اور اوسپر نماز پڑھ سکتے ہیں اور جو شخص کہ یہ حال و مقال رکھے اوسپر کیونکر عمل
 ہو سکتا ہے پس یوحنا نے کہا کہ چارون مذہب کے علما میں نزع ہوا اور قیل
 وقال بلند ہوئی اور ایک دوسر کی تجویز کرنے لگا جب اسے اس کو مشاہد کیا
 تو کہا کہ اے عزیزو والد تمہاری باتیں دین اسلام میں شک لواتی ہیں
 کیونکہ بڑی رسوائی کی بات ہے کہ دین حضرت محمد رسول کا ایسا ایسا ہوے ہاں
 اب تم سے ایک مطلب رکھتا ہوں اور تمکو خدا سے عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ کوئی
 مذہب اور یہی سوائے ان چارون کے مسلمانوں کا۔ نئے علمائے کہا کہ ہاں ایک
 مذہب افضیون کا ہے اور وہ بہت قلیل ہے کثرت وغلبہ میں قائم نہیں ہو
 اور ضعیف و باطل ہیں پس یوحنا نے کہا کہ اونکی قلت اونکے بطلان کے
 دلیل نہیں ہو سکتی اور تمہاری کثرت تمہاری حقیقت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ
 کہا کہ ان میں بہت جگہ دیکھو کہ میں نہیں کی موجود رسول

من عبادی مشکو۔ وقلیل متن نجینا منہم اور یہی تمہارے قرآن میں دیکھا ہے
کہ مذمت کثیر کی واقع ہوئی ہے کہ ان قطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ
و ما کان اکثرہم یؤمنین لا تجد اکثرہم شاكرین فتنۃ قلیلۃ غلبت فتنۃ کثیرۃ باذن اللہ
اور مثل اسکے قرآن میں بہت ہیں پس اسکے قات اور نکلے بطلان کی دلیل نہیں ہو سکتے
اور تمہاری اکثر تمہاری حقیقت کی دلیل نہو کی باہر نہہ تھے مجھ کو یہ توقع سے
کہ سیکو و نہیں یہاں حاضر کرو تاکہ میں سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں علمائے کہا کہ اسکے
کیا طاقت ہے جو اپنے آپ کو ظاہر کریں یا مجلس میں بیٹھیں اور بحث کریں کیونکہ ہم مطلق
حکم کرتے ہیں کہ وہ واجب القتل ہیں پس پوچھنا ہے کہ کہا کہ تم کہیں اور نکو واجب
القتل جانتے ہو کیا وہ یگانگی خدا کا اقرار نہیں کرتے اور نہوں نے کہا ہاں کرتے ہیں
پوچھنا ہے کہ کہا کہ کیا وہ قرآن اور نماز اور حج اور زکوٰۃ اور جہاد کا اقرار نہیں کرتے
کہا ہاں کرتے ہیں پس پوچھنا ہے کہ کہا کہ کیا صراط اور حساب و میزان اور شد
اور سوال پر ایمان نہیں لاتے علمائے کہا کہ ہاں ایمان لاتے ہیں پھر پوچھنا ہے
پوچھا کہ کیا وہ خمر اور زنا اور لواط و فسق کو مباح جانتے ہیں کہا کہ نہیں بیشک
حرام کہتے ہیں پس پوچھنا ہے کہ کہا کہ یہ عجبات سے کہ ایک گروہ جو کہ خدا کو
واحد جانتا ہے اور حضرت پیغمبر کو بھی جانتا ہے اور قیامت اور حشر و نشر اور صراط
و میزان اور بہشت اور دوزخ اور ساری ضروریات دین کو جنکی کہ پیغمبروں نے
خبر دی ہے اقرار رکھتا ہے اور شراب زنا و فسق اور سود اور خون ناحق اور
مال ناحق کو حرام جانتا ہے اور اس سے پرہیز کرتا ہے اور کو تم واجب القتل جانتے ہو
یہ تمہاری مسلمانی سے دور ہے اور انصاف سی باہر ہے پس علمائے
کہا کہ وہ بد اعتقاد ہیں اور کہتے ہیں کہ بندہ کو طاعت اور معصیت میں اختیار

اور کہتے ہیں کہ حضرت خداوند تعالیٰ ظلم و شرک کفر نہیں چاہتا اور یہہ اس کے ارادے
 واقع نہیں ہوتا اور یہہ یہی کہ ہوتی ہے بندہ سے نہ خدا سے بلکہ خدا سے جو حمتا نے کہا کہ اللہ
 یہہ اعتقاد محکوم معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی چاہئے کیونکہ اگر خدا یہہ ہی
 چاہتا کیونکہ شیطان سے آئوہ بالذکر کہنی چاہئے بلکہ خدا سے آئوہ کہنا لازم ہے
 دوسری یہہ کہ اگر خدا کفر و فسق و ظلم و معصیت کو لوگوں سے چاہے تو کیوں
 قیامت میں عذاب ظالم اور کافر اور فاسق پر کرے کیونکہ اس نے چاہا اور اس کی کیا
 علاوہ اس کے لازم آتا ہے کہ خدا ہی نے چاہا ہو کہ شیطان لوگوں کو گمراہ کرے
 اور فریب دیوے پس شیطان نے خدا کے چاہنے سے کیا جو کچہ کیا بلکہ خدا نے
 شیطان کو گمراہ کیا اور خدا نے کافرون کو کافر بنایا اور سب عاصیوں اور فاسقوں
 خدا کے ارادہ پر عمل کیا پس خدا کو اون کے اوپر کوئی حجت نہ ہوگی اور تم ہی سوچو
 کہ کون عاقل اس کو روا رکھیں گا کہ پروردگار حکیم اور علیم اور غنی ہووے اور بندہ کو
 پیدا کرے اور اس کو کچہ اختیار نہ دیوے اس کے کاموں میں۔ اور چاہے کہ بندہ
 کافر ہو جاوے اور بندہ دفع کفر میں آپ سے قادر نہ ہووے اور جبکہ نے اختیار
 اپنے کافر ہووے تو خدا نے تعالیٰ اس کے تین دو خیمین پیچھے اور طمع
 طرح کے عذاب اس پر عقاب کرے سبحان اللہ اگر کوئی اس کام کو کسی مخلوق سے
 نسبت کرے تو بھی مستحق ملامت اور مذمت کا ہوتا ہے پس کیونکہ اس کو خدائی
 علیم و حکیم کے ساتھ نسبت کر سکیں یہہ کام مثل اس کے ہے کہ کوئی بچے کو باہتہ
 پاؤں باندھے کہ پانی میں ڈالے اور جبکہ کہہ اس کے تر ہووین تو عذاب کرے
 کہ تو نے کیوں اپنے کپڑے نکال پانی میں نہ ڈالے۔ اور دوسری کب روا ہووے
 کہ خدا نے تعالیٰ بندہ و نکو ایمان سے پیہرے اور کہے کہ انی نصر فون اور کیونکر

روا ہووے کہ اونکو حق کے چہپائے کو سامتہ باطل کے مواخذہ کرے اور اوسے کہے کہ لَمْ تَلْبِسُونِ الْخُبْرَ بِالْبَاطِلِ اور کیونکر روا ہو کہ اونکو ایمان سے منع کرے حالانکہ کلام مجید میں فرماتا ہے کہ مَا ذَا عَلَيْنَهُمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَوْ كَرِهَ جَانِبُ رُبُوْعٍ کہ اونکو راہ سے پیڑھے اور اوسے کہے کہ فَاٰمَنَ تَزْمِيْنُ اَوْ كَرِهَ رُوْمُ رُبُوْعٍ کہ اونکو بے اختیار دین خدا سے باز رکھے اور کہے کہ فَمَا لَكُمْ عَنْ اَنْ يَذْكُرَ مَعْزُومٍ اور غرض خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہتے آیتیں نازل کیں ہیں کہ جنہیں سے سب معلوم ہوتا ہے کہ بندہ کو اختیار طاعت اور معصیت میں دیا ہے اور نہیں پہلے کہ مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا یعنی جسے عمل نیک کیا پس وہ اس کے نفس کے واسطے ہے اور جسے بد کیا وہ بھی اوسے کے اوپر سے اور دوسرے خدا نے اون لوگوں کے سرنانش کی ہے جنہوں نے کہا کہ اگر خدا نہ چاہتا کہ مشرک ہو میں تو ہم مشرک نہ ہوتے اور شرک ہمارا چاہا ہوا خدا کا ہے جیسا کہ فرمایا کہ سَيَقُولُ الْكَافِرُ الَّذِي اٰثَرَ الْاَوْشَاءُ اَلَمْ نَكُنْ اَوْ لَا اَبَاؤُنَا وَاَلَا حُرُمٰتُنَا مِنْ شَيْءٍ عَنِ تَرْوِيْكِ ہووے کہ کہیں وہ لوگ جو شرک کرتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ و برکوی چیز حرام نہ کرتے کَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى دُخُوْا بِاَسْنٰقِلْ عَمَلٍ عِنْدَ كُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخَرَّبُوْنَ اَلَا اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَفِي ضَلٰوٰتٍ عَمَلٍ یعنی جس طرح سے کہ تکذیب کی ہے اون لوگوں نے کہ جسے پہلے تھے یہاں تک کہ چکنا عذاب کو پس کہہ لو اسے محمد آیا آگے تمہارے کوئی علم ساتھ اس سخن کے پس اسکو بابر کر و اور آشکارا کرو تمہارے واسطے اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ یعنی نہیں مگر یہ کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور جب کہ خدا تعالیٰ ایسا فرماتا تو ہمو کو یقینی معلوم ہوا کہ اوسے شرک نہ چاہا پس رافضیوں کو کیوں واجب القتل

جانتے ہو علمائے کہا کہ اونکو واجب القتل اس سبب سے جانتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ رسول
 اللہ نے علی بن ابیطالب کو خلیفہ کیا اور رضی علی کو خلیفہ و قائم مقام پیغمبر کا جانشین
 ہیں اور ابوبکر کو خلیفہ نہیں جانتے ہیں یوحنا نے کہا کہ دربارہ امام فخر رازی
 و صاحب تفسیر معالم التنزیل کے کیا کہتے ہو علمائے کہا کہ وہ ہمارے بڑے عالموں
 میں سے ہیں اور یہی مذہب ہمارا ہے یوحنا نے کہا کہ اونکی روایت قبول
 کرتے ہو علمائے کہا کہ کیوں نہیں یوحنا نے کہا کہ تفسیر میں آیہ اَنْذِرْ
 عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کے معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ رسول نے یوم النہد
 میں جب کہ نبی عبد المطلب کے دعوت کی تو اون سے کہا قَدْ جِئْتُكُمْ بِخَيْرٍ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 قَالِمْ كُوْزَانِي عَلِيْہِ یعنی اسے فرزند ان عبد المطلب میں تمہارے پاس اسوئے
 آیا ہوں کہ دنیا و آخرت کی بہتری ہو پس کون سے تم میں سے کہے کہ اس کام میں
 مرد دیوے اور میرا وزیر اور خلیفہ ہووے بعد میرے پس علی نے کہا کہ اے
 رسول اللہ میں ہوں فرمایا کہ اَنْتَ اَخِيْ وَوَصِيٌّ وَخَلِيْفَتِيْ مِنْ بَعْدِي یعنی اے علی
 تو بعد میرے وزیر اور وصی اور خلیفہ میرا ہے یوحنا نے کہا کہ جب تمہارا
 عالم جو مرجع تمام علما کا ہے ایسی روایت بیان کرے پھر تم کیوں کہتے ہو کہ فخر
 واجب القتل ہیں اور یہی احمد حنبل کہ ایک آئمہ اربعہ سے مسند میں روایت
 کرتا ہے کہ سلمان فارسی نے رسول اللہ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ وصی تیرا کون ہے
 پس رسول اللہ نے فرمایا کہ یا سلمان وصی میرے بہائی موسیٰ کا کون ہے سلمان نے
 کہا کہ یوشع بن نون پس رسول اللہ نے فرمایا کہ وصی میرا اور وارث میرا بعد میرے
 دین کو میرے نگاہ رکھیگا اور میرے وعدوں کو امت تک پہنچاوی گا علی بن
 ابیطالب ہے اور دوسرے یوحنا نے کہا کہ میں تمہاری کتابوں میں دیکھا

کہ حدیث غدیر خم کی منقول ہے اور سب میں سے ایک مسند احمد حنبلی ہے سے
 پس افضل اس قول سے واجب القتل نہیں ہو سکتے **میت** کہتا ہے کہ جناب امیر
 علیہ السلام کی رضا اور افضلیت میں کہ طرح شک نہیں ہو سکتا وہ جناب اسے مخلوق
 اور کائنات سے افضل میں کنوز الحقائق میں لکھا ہے کہ علی خیر البشر میں اور جو اسمین
 شک کرے وہ کافر ہو گیا روایت کیا ابو یعلیٰ نے۔ اور یہی اس میں ہے کہ علی خیر البشر
 جو انکار کرے وہ کافر ہو گیا روایت کیا اسکو فیہ ہے۔ اور مودۃ القربین میں عطار
 مروی ہے کہ عائشہ نے دربارہ جناب امیر علیہ السلام رسالتاً استفسار کیا
 ارشاد فرمایا کہ یہ خیر البشر میں نہ شک کر گیا اسمین مگر کافر اور یہی اسمین جناب امیر
 علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا نے اُن سے فرمایا کہ تو خیر البشر سے
 نہ شک کر گیا مگر کافر اور حدیفہ سے بھی یہی ہے کہ انہوں نے کہا کہ علی خیر البشر میں
 جس نے انکار کیا وہ کافر تھا اور اسمین جاہل سے ہے کہا کہ رسول خدا نے علی کو خیر البشر
 فرمایا اور بیان کیا کہ جو اسمین شک کرے وہ کافر ہے اور کنز العمال میں بھی مسطور ہے
 کہ جو علی سے بہتر نہ کہے وہ کافر ہے اور یہی سید علی ہمدانی نے جو باعتبار فاضل
 رشید کے عظماء اہل سنت سے اور شاہ ولی اللہ کے مشائخ میں سے ہے اور
 اعلام الانبیاء کفوی اور نقیحات جامی وغیرہ سے اُس کے جلائل فضائل طاہرین
 اپنی کتاب مودۃ القربین میں جو اہل سنت کے مایہ فخر و مہابات ہے لکھا ہے کہ سلمان
 فارسی نے کہا کہ واللہ اگر میں چاہوں تو تمکو افضل امت اور اوشخص خاص سے
 جو ان دونوں شخصوں ابو بکر اور عمر سے افضل ہے خبر دوں پس اُن سے کہا گیا
 کہ اے ابو عبد اللہ تو نے کیا کہا تھا کہ میں رسول خدا کے پاس درانی ایک وہ
 مرض الموت میں گیا پس میں نے کہا کہ اے رسول اللہ آپ نے کیا وصیت کی ہے

فرمایا اے سلمان کیا تو چاہتا ہے اوصیا کو بیٹے کہا کہ اللہ اور رسولِ عالمین فرمایا
 کہ آدم کا وصی شیث ہے اور وہی اوسکی ولاد میں جسکو اوسنے چہوڑا افضل تھا
 اور نوح کا وصی سام تھا اور اوسکے بعد میں سب سے افضل تھا اور موسیٰ کا وصی ہوشی تھا
 اور اوسکے بعد سب سے افضل تھا اور سلیمان کا وصی آصف بن برخیا تھا اور بعد اوسکے
 سب سے افضل تھا اور عیسیٰ کا وصی شمعون بن فرخیا تھا اور سب سے افضل تھا اور یسے
 علی کے لئے وصیت کی ہے اور وہ اون سب سے افضل ہے جو میرے بعد میں رکھا
 عیقات الانوار حدیث غدیر کے توثیق میں پیش تصنیف ہوئی ہے من شاء فلیرجع
 الیہا چونکہ اس کی تقریر سنگم علمائے کہا کہ اس روایت کی ہم تاویل کرتے ہیں
 کیونکہ خلافت ابی بکر پر اجماع منقہ ہو گیا ہے چونکہ اسے کہا کہ رافضی تھا کہ
 اجماع کو منقہ اور مسلم نہیں رکھتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بیعت ابو بکر کی پہلے سے
 کیے اختیار میں نہ تھی کیونکہ خود عمر نے بر منبر کہا کہ انما کانت بیعتہ ابی بکر
 فلتہ و فی اللہ شرھا فمن عاد الی مثلھا فاقلموہ یعنی بیعت ابو بکر کی ایک پسند
 ناگہانی تھی خدا نے شر اوسکا دفع کیا پس جو کوئی اپنے سر بار ایسا کرے اوسکو قتل کرو
محب کہتا ہے کہ یہ روایت صحیح بخاری میں جو صحیح الکتاب بعد کتابا ہے
 ہے مسطور ہے اور جبکہ نو خلیفہ ثانی عالم علوم ربانی الیسا فرما دیں اور اوسکا کہنا مانا
 موجب وس حدیث کے واجب جمیع ہے کہ وحی موافق اسے حکم نازل ہوتی تھے
 تو خلافت جناب ابو بکر عجب اشکال میں پڑتی ہے اور جب خلیفہ اول میں ہی کلام ہے
 تو دوسرے تنبیہ کا کیا ذکر پھر چونکہ اسے کہا کہ یہ دلیل ہے اس امر پر کہ خلافت
 ابی بکر کے بنیاد تھی اور جب کہ ایسا امامت ابو بکر میں ہوا تو دوسرے کی خلافت
 پانہ اثبات پر نہ پونچھے گی اور وہ روایت کہ صحیح بخاری میں مروی ہے

بمقدور طریق کہ فاطمہ بنت رسول اللہ نے ابی بکر سے میراث طلب کی اور ابو بکر نے اس کو
 نہ دی اور اسی سبب سے فاطمہ غضبناک ہو گئیں اور بعد اس کے کلام وسس کیا یہاں تک کہ
 دنیا سے گئیں اور وصیت کی کہ امیر المومنین اس کو اس کو دفن کریں یہ تھا ہمارے نزدیک
 اہل بیت ہی یا نہیں علمائے کما کہ ہاں البتہ صحیح سے مفسر جمع کہتا ہے کہ کیونکر انکار کرتے
 حالانکہ ہر ایک سب کتابوں میں یہ حدیث مذکور ہے جامع الاصول میں صحیح مسلم اور سند
 بی داؤد سے روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت فاطمہ فہرۃ فلم تزل بذکرک حتی تو فیت
 یعنی فاطمہ ابو بکر پر غضبناک ہوئیں اور کہہ لی وسس ملاقات نہ کی بھائی تک وفات
 فرمائی اور صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ فلما توفیت دفنہا ز وجہا علی بن ابیطالب لیسلاً
 لکم یوزن بہا ابابکر وعلی علیہما علی یعنی جبکہ حضرت فاطمہ نے انتقال فرمایا تو ان کو
 بنیاب میٹرنے رات کو دفن کیا اور ابو بکر کو اس کی اطلاع نہ دی اور جناب میٹرنے نماز پڑھے
 ابو بکر نے جوہری سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ نے ابو بکر سے فرمایا کہ قسم سے
 خدا کی میں تجھے کہی کلام نکرونگی ابو بکر نے کہا کہ میں تم سے کہی مہاجرت نکرونگا حضرت نے
 ہاں کہ میں تیرے لئی بد دعا کرونگی ابو بکر نے کہا کہ میں آپ کے حق میں دعا کروں گا۔ پس
 جبکہ وقت رحلت حضرت فاطمہ قریب ہوا تو اوہوں نے وصیت فرمائی کہ ابو بکر
 جنازہ پھر نماز نہ پڑھے پس شب کو دفن ہوئیں اور انہیں نماز عباس بن عبدالمطلب نے
 پڑھی اور وفات پھر پڑھے رحلت فاطمہ تک بہتر شب کا فاصلہ ہوا ابن قتیبہ نے
 کتاب الامامۃ وایاستہ میں روایت کی ہے کہ عمر نے ابو بکر سے کہا کہ چلو فاطمہ کے
 پاس آؤ میں تحقیق کہہ رہا ہوں کہ اس کو غضبناک تھا پس وہ دونوں گئے اور حضرت فاطمہ سے
 اجازت طلب کی لیکن حضرت نے اجازت نہ دی ناچار وہ دونوں علی بن ابیطالب علیہ
 السلام کے پاس آئے اور اس بارہ میں انھوں نے کہیں کو بنیاب فاطمہ کے پاس آئے

پس حضرت اونکو اپنے ساتھ جناب فاطمہ کے پاس لے گئے اور جبکہ دونوں کے پاس بیٹھے تو حضرت نے اپنے منہ کو پھیر لیا اور دیوار کے جانب کر لیا پس دونوں نے فاطمہ کو سلام کیا حضرت نے جواب لاسنہ دیا پس ابو بکر نے کہا کہ اسے جیہ رسول خدا قسم بخدا کہ قرابت رسول خدا میرے نزدیک نہایت دوستی سے اس کے کہ اپنے قریبوں اور اولاد کے ساتھ صلہ رحم اور نیکی کروں اور تمکو اپنے بیٹی عائشہ سے زیادہ پیارا سمجھتا ہوں در میرے نزدیک یہاں میری بہن ہو تا جو میں اس روز مر جاتا جس ذکر کے آپ کے والد نے انتقال کیا۔ میں آپ نہ تو ماتو اچھا تھا۔ تمکو معلوم ہے کہ باوجود اس امر کے کہ میں تمکو پہچانتا ہوں اور تمہارے فضل و شرف کو جانتا ہوں پھر تمکو تمہارے حق سے منع کروں اور میراث رسول خدا سے محروم کروں لیکن رسول خدا سے میرے سنا ہے کہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ میراث کا حصہ دیتے ہیں میراث نہیں دیتے جو کچھ چوتھے میں حصہ دیتے ہیں میراث کے کہ اگر میراث سے ایک حدیث رسول خدا کی کہ میں تو تم اور اہل اشراف کروں گے اور اسکو سمجھو گے یا نہ دو تو نے کہا کہ ضرور پس بایا کہ قسم دیتی ہوں میں تمکو خدا کی کیا تھے رسالہ اب نہیں سنا ہے کہ خوشنودی فاطمہ کے خوشنودی میری ہے اور ناخوشی و سکی ناخوشی میری ہے اور جو کہ دوست رکھے فاطمہ کو اسنے مجکو دوست رکھا اور نہ کہ خوشنودی کرے فاطمہ کو اسنے مجھے خوشنود کیا اور جو ناخوش کرے فاطمہ کو اسنے مجھے ناخوش کیا ابو بکر اور عمر نے کہا کہ ہاں تھے یہ حدیث رسول خدا سے سنی ہے فاطمہ نے فرمایا کہ تحقیق میں خدا اور ملائکہ کو گواہ دیتی ہوں اس امر پر کہ تم دونوں نے مجکو ناخوش کیا اور جب میں حضرت رسول خدا سے ملاقات کروں گے تو البتہ تمہاری شکایت ادا کرے کروں گی پس ابو بکر نے اپنی آواز کو بگڑا بلکہ کہا

اور قریب تھا کہ روح او کی بدن سے باہر آئے اور فاطمہؑ بھی کہتی تھیں کہ اللہ سے
 نفیر کرونگی و گاہ خدا تعالیٰ میں ہر نماز کے ساتھ محصل ترجمہ تمام ہو گیا ہے
 ابو بکرؓ جو ہری نے وافر بن مبارک سے روایت کی ہے کہ ہم عبد اللہؑ حنی کے پاس وقت
 جمعہ کو گئے تھے آئے پس لوگ اس سے مسائل دریافت کرتے تھے اور میں ہی سب
 سائل کو نہیں دیتا تھا مینے اس حال شیخین کا پوچھا فرمایا کہ لوگوں نے میرے جد عبد اللہؑ
 بن الحسنؑ سے بھی سوال کیا تھا سو انہوں نے جواب میں کہا کہ ماوراء النہر سے
 صدیقہ بیٹی سفیر مرسل کی تھیں اور وہ غضبناک تھیں کہ ایک شخص سے دنیا سے رطبت
 فرما گئیں پس ہم بھی اس کے غضب سے غضبناک ہیں اگر وہ غمی ہو ورنہ ہم بھی راضی
 ہیں پھر جو حقائق نے کہا کہ مینے تمہاری اکثر کتب احادیث میں دیکھا ہے کہ رسول اللہؐ
 نے فرمایا کہ فاطمہؑ میری کلیجہ کا ٹکڑا ہے جو کوئی اس کو رنج دیوے اس نے مجھے
 رنجیدہ کیا کہا ہاں صحیح بخاری اور مسلم میں ایسا ہی ہے اور اس سے زیادہ بھی ہے
مبحث مکتبہ کہتا ہے کہ بخاری میں یہ روایت ہے کہ رسالت مآبؐ نے
 حضرت سیدہ کے حق میں فرمایا فاطمہ بضعتہ منی فمن اغضبها فقد اغضبنی
 فاطمہؑ میری پارہ جگر ہے جو شخص اس کو غضبناک کرے پس تحقیق کہ اس نے
 مجھے غضبناک کیا اور صحیح مسلم میں یوں لکھا ہے کہ فاطمہ بضعتہ منی
 یوذنی ماذا عا فاطمہؑ میری پارہ جگر ہے ایذا دی مجھ کو جسے کہ اذیت پونہا ہے
 اس کو صواعق ابن حجرؒ میں منقول ہے کہ حضرتؑ فرمایا اے فاطمہؑ خدائی تعالیٰ
 میرے غضب سے غضبناک ہوتا ہے اور میری رضا سے خوشنود ہوتا ہے اور کتاب
 مارج میں ہے کہ فاطمہؑ کے غضب سے اللہ غضبناک ہوتا ہے اور اس کی رضا سے
 راضی ہوتا ہے پھر جو حقائق نے کہا کہ اسے عزیز و مملو فرضی کہا سکتے ہیں

اس جہت سے کہ آپ کو اپنے فاطمہ کو آزار دیا پس آزار دیا رسول کو اور صاف لکھ قرآن میں
 رسول کے موزی پر ہے جس جہت سے عرض کترات کہ واقعی ان روایتوں سے
 ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ یقیناً خلیفہ اول پر غضبناک ہوئیں اور ان کا غضب
 تاحین حیات و ائمہ رہا یہاں تک کہ رسول خدا سے شکایت کرنیکا وعدہ فرمایا
 اس کے زیادہ کیا حضرت ہوگی خلیفہ اول ضرور اس جہت میں ملزم ہو سکتے ہیں اور
 اگر اس سے کچھ نہ ہو تو یہاں تک کہ یہ عداوت بیت شکر سے چنانچہ عبدالحی و بلوی نے
 مشکل قضیوں سے اس کو گناہ تفصیل میں غرضات میں سے خلاصہ یہ ہے کہ جب
 علمائے یہ سنا تو پھر کراؤ مٹی اور چاہا کہ اس بات کو اس میں لائیں لیکن
 نہ ہو سکا اور اضطراب بہت کیا اور انہی بات کو دوسری بات کی طرف منہ پھیرا
 اور کہا کہ رضی ان باتوں کی جوت یکنوشتے ہیں ہم یہ یقین جاسٹ ہیں کہ وہ علما
 پہلے گزرے ہیں انہوں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فتاوت نہیں کیے اور ان کے
 صحت خلافت میں ایک دوسرے کی مشابہت کی نہ پیروی اوکلی کرتے ہیں
 کیونکہ وہ صحابہ رسول خدا تھے اور ان کے ساتھ انہوں نے جہاد کئے ان کو خدا
 معلوم ہوتا کہ اولیٰ جہاد یہی جہاد ہے تو رسول خدا کو تبرکہ نا اور رسول و تکالیف است
 و نالیہ و کبر و شہ او عجب ایسا نہوا تو معلوم ہو کہ یہ سب شہ ہے اور اصل جہاد
 کہ صحابہ رسول سب نامی و رشتہ دار ہیں پس اگر اس سے کہا کہ یہ خوب
 فرمایا تھے لیکن کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ حال حیات رسول میں نیک ہی ہوں
 اور بعد وفات رسول اسی پہلی حالت پر خود کیا ہو۔ کیونکہ میں نے تمہاری
 صحیح مسلم و بخاری میں دیکھا ہے کہ رسول نے صریح فرمائی کہ روز قیامت
 کو میں عرض کروں ہر چہ ہو چکا اور ایک گروہ میرے صحابہ کا آوے گا کہ ان کو کوئی

پانی دونوں سیوقت فرشتی انکو مہلب شمال کی طرف لیجاٹینگے میں اونکے لئے فریاد
 کرونگا کہ پروردگار! یہ میرے یار ہیں پس خطاب جناب بالارباب کا پوسنیے مار
 اسے محمدؐ تمکو معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے بعد تیرے کیا کیا کیا جس روز کہ تو نے
 وفات پائی اسی روز دین سے پہر گئے پس دن سب کو آگ میں سپید کر کے مہرجم
 کہتا ہے کہ مضمحل اس حدیث کا بتفاوت یہ کیا کثر صحاح اہلسنت میں مسطور ہے
 چنانچہ حمیدی نے بھی جمع میں الصحیحین میں اس حدیث کو مسند عبد اللہ بن عباس
 لکھا ہے اور سابقین حدیث اور دو سو تیرہ^{۳۶} میں اسکو ذکر کیا ہے لکھتا ہے
 کہ یہ حدیث اونہیں سے ہے جہر کہ اتفاق ہو گیا ہے پہر پوچھتا ہے سوال
 کیا کتاب میں ہے پوچھتا ہوں فرمائیے کہ صحابہ کون ہیں جب نیٹے یہ کہا تو سب
 متفکر ہوئے اور آپس میں کہا کہ واللہ تعالیٰ ظاہر ہے کہ رافضیوں کے ہی جانب
 لیکن ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ کیا بات ہے جو علما ہمارے اونکے مذہب کی
 بطلان پر اور انکی لعن اور طعن پر سب شہروں میں مجتمع ہو گئے پس پوچھتا
 ہے کہ کیا مینے جانا جس جسے تمہارے علمائے اونکے مذہب کی طعن و ہجو
 کیا ہے اور انکو واجب القتل جانا ہے علمائے کہا کہ اے پوچھتا اگر اسکی
 دلیل کو تو بیان کرے تو ہم اور تو اونکے ہی دین و ملت کو اختیار کر لینے
 پوچھتا ہے کہا کہ اسے سفر فیروا اسلامین کہہ شک نہیں ہے جو رافضی
 تھے ہیں کہ خلافت بیعت ہر دست نہیں بلکہ خلافت کا صحیح ہونا نص
 حضرت رسول خدا سے ہے اور چاہئے کہ خلافت علی الدوام و ہمیشہ ہوئے
 اور خلفائے نبی عباسی تین سو سال خلافت اور ممالک ساواہ میں پھلتا
 لی اور کسی کے واسطے رسول اللہ نے نص کی تھی اور ایک ہی اونہیں سے

التماس جو کہ حق تضییع رسالہ کا جناب مصنف صاحب نے راقم غنایت فرمایا ہے لہذا کوئی صاحب قصد یہ جانی یا جیسا لکھا نہ کریں

اطلاعا عرض کیا فقط ملت

سید عابد علی ہمتی و مالک مطبع

معصوم نہ تھا پس اگر مذہب کو راضی نہ ہو کہتے تھے ہمارے رسول کریم
تو لازم تھا کہ ایک خلافت سے معزول کرتے اور فرزند ان امیر المومنین کو سوہنے اور
یہ بات اوپر مشکل تھی بلکہ بجائے اسکے کہ سیدوں کو خلافت دیوین ایک نے
خلافت کر لئے اپنے باپ کو مار ڈالا اور روم سے اپنی بیعت کی دعوت کے
اوس دستور سے کہ جسے علی بن ابیطالب علیہ السلام سے اور علما اور مفسرین
اور عظمیوں اور مفتیوں نے حب منصب جاہ و دنیا سے ان روایتوں کو تائید کیا
دلیل اور حجت محض خلافت ابو بکر پر قائم کی اور عام الناس کو اسکے دیکھا راضی
اور اونی بیعت کا مائل کیا اور سید جسے اسکے فرزندوں نے اپنی باپوں کی متابعت
کی اور یوں ہی چلتا رہا اور نہ حق ظاہر ہے اور خود اپنی کتابوں میں اپنے لکھا ہے اور
کہہ شک نہیں ہے کہ عاقل پر واجب کہ اپنے دین میں جو کسے اور تقلید دوسرے
نہ کرے کیونکہ خدا تعالیٰ نے تمہارے قرآن میں اور سب نبیوں نے اپنی کتابوں میں
تقلید کی مذمت کی ہے اور خبر دی ہے کہ جو گمراہ ہوا بسبب تقلید کے ہو پس
تم سوچو کہ حق کو کچھ اور کو بتاؤ جب یوحنا نے یہ کلام کیا تو علمائے کہا
کہ اے یوحنا تو ہم سے ہدایت کر لئے آیا تھا لیکن فی الحقیقت تو نے ہم کو
راہ حق دکھلائی اور یقیناً وہی حق ہے جس کو تو کہتا ہے اور خدا ہمارا گواہ ہے کہ ہم اس
عدل نکرین۔ والسلام علی من اشبع العدی فقط

مستحار

یہ رسالہ خاص وسطی مومنین شیعہ اثنا عشریہ کے
جس میں ایسا نہایت غیر ذہن خریدین اور نہ دیکھین فقط

